خیارِ عیب سے متعلق ارتھ شاستر، منودھرم شاستر اور فقہ اسلامی کا علمی وتقابلی جائزہ

A Comparative Study of Ārthāshāstrā, Mānāvā-Dhārmāshāstrā and Islamic Law Regarding Khīyār-e-Āīb/ Actio empti.

محمد زکریا[i] ڈاکٹر رشید احمد[ii]

Abstract

Open and unconditional deals and contracts usually lead to conflict and controversy between the two Contracting parties. Both law and jurisprudence suggest and recommend a few conditions and provisions preceding such deals and contracts and in this way insure reconciliation between the contracting parties prior to disagreements and conflicts. Literally in Arabic "خیار" applies to option, which plays a vital role in continuity or discontinuity of the contract without allowing any controversy thereto. There are many types of options apply to contracts such as Khīyār-e-Shārt, Khīyār-e-Ro'yāt and Khīyār-e-Āīb etc. in Hindusim, the Ārthāshārmā and Mānāvā-Dhārmāshāstrā are the basic provisions of law. In these collections the Khīyār-e-Āīb has also been disussed. In this article under refrence the legal and juristic status of "خیار عیب / Actio empti" has been discussed in the light of Ārthāshārmā, Mānāvā-Dhārmāshāstrā and Islamic Law.

Key Words: Ārthāshāstrā, Mānāvā-Dhārmāshāstrā, Islamic Law, Khīyār-e-Āīb

تمہید

مطلق اور غیر مقید عقود عام طور پر متعاقدین کے درمیان نزاع اور جھگڑے کا باعث بنتی ہیں۔ قانون اور فقہ دونوں اس طرح کے معاملات اور عقود سے متعلق چند شرائط و قیود لاگو کرتے ہیں جو متعاقدین کے باہمی اتفاق اور رضامندی کو یقینی بناتے ہیں۔ لغوی طور پر "خیار" اختیار کو کہتے ہیں جو عقد کو بغیر کسی نزاع اور جھگڑے کے اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں کلیدی کردار اداء کرتے ہیں۔ "خیار" کی کئی اقسام ہیں، جیسے خیارِ شرط، خیارِ رؤیت اور خیارِ

i پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور

عیب وغیرہ۔ زیرِ نظر مختصر آرٹیکل "خیارِ عیب" کے قانونی اور فقہی حیثیت سے متعلق ہندوازم کے دو اہم مصادر ارتھ شاستر، منو دھرم شاستر اور فقہ اسلامی کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ طریقہ کار یہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے ہندوازم کے ان دو مصادر کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، پھر فقہ اسلامی کی رو سے خیارِ عیب کا جائزہ لیا گیا ہے اور پھر اس کے حوالے سے ارتھ شاستر و منو دھرم شاستر کا نقطہ نظر بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ آخر میں اس ساری تفصیل کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

ارتھ شاستر

ارتھ شاستر اور منو دھرم شاستر جہاں ہندومت میں سلطانی اور ریاستی ادب اور تدبیرِ ریاست کے بارے میں رہنما اصولوں کے حامل مصادر کے طور پر دنیا میں جانی پہچانی جاتی ہیں وہاں دونوں مالی امور سے متعلق نہ صرف قوانین فراہم کرتی ہیں بلکہ ان قوانین کو کارآمد بنانے کے لئے قواعد وضوابط (Procedures) بھی مرتب کرتی ہیں۔
گو کہ دونوں ارتھ اور منو دھرم شاستر کے بارے میں انسانی مساوات کے علمبردار متعدد تحفظات کا اظہار کرتے چلے آئے ہیں کہ جدید ہندو سماج میں انسانوں کے درمیان فاصلوں اور طبقاتی اونچ نیچ کو سب سے زیادہ فروغ ان کتابوں نے دیا ہے[1]، جبکہ ان کتابوں کے حامی اس بات کے قائل ہیں کہ دونوں شاستروں میں ذکر شدہ انسانی طبقات سے منسوب نام نسلی امتیاز کو نہیں بلکہ تقسیمِ کار کو اجاگر کرتی ہیں، مرورِ زمانہ نے اسے برتریت اور کمتریت کا جامہ پہنایا ہے۔[2] بایں ہمہ دونوں کتابیں مالی اور دیوانی امور سے متعلق قابل قدر اصول وضوابط سے بھری پڑی ہیں۔
ارتھ شاستر ہندو پنڈت آچاریہ کوتلیہ کی تحریر ہے جو انہوں نے چوتھی صدی قبل از مسیح کے اواخر میں چندر گپت موریا کو بطورِ مراسلہ (Epistle) بھیجا تھا تاکہ بادشاہ کو حکمرانی کے اصول اور ایک کامیاب ریاست کے لئے ایک معقول منہج سے روشناس کرے۔[3] ارتھ شاستر سے متعلق متعدد تشریحاتی اور تعلیقاتی تحریرات سامنے آئی ہیں۔ جن میں ماہرِ ہندیات ڈاکٹر پیٹرک اولیولے (Dr. Patrick Oleville) کا 2013ء میں شائع ہونے والا جدید انگریزی ترجمہ اور تعلیق شامل ہے۔

منو دھرم شاستر

منو دھرم شاستر 200 ق م اور 200ء کے درمیانی کسی وقفے میں لکھی گئی ہے جو عموماً "منو" کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ جو اپنے اصل نام کے اعتبار سے "سوایم بھوا" *(Svāyambhuva)* کہلاتے ہیں۔ گو کہ ہندو دینیات میں "منو" کوئی پُراسرار ہستی ہے جو ماوراء الطبیعاتی امور میں کلیدی کردار کرتی ہے تاہم جیسا کہ منو دھرم شاستر کے مقدمہ سے ظاہر ہے اس کتاب نے اپنے تدوین کے زمانے کے بعد کم از کم دو ہزار سال تک برصغیر کے ایک قابل

قدر حصے کو اپنے سحر میں جکڑے رکھا اور نہ صرف یہ کہ آج تک جدید ہندوستان کا ہندو معاشرہ اس کے اثرات سے باہر نہیں نکل سکا ہے، بلکہ شوپنہار، سیگل، ہیگل اور نتشے وغیرہ جیسے قدآور مفکرین بھی اس کتاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔[4] ارتھ شاستر کی طرح منودھرم شاستر بھی مالیات سے متعلق ایک وافر حصہ اپنے اندر سموئے ہوئی ہے۔ منودھرم شاستر کی متعدد شروح اور تعلیقات منظرِ عام پر آئی ہیں۔ جن میں منو شاستر ویوارانا (*Manu-shastra-vivarana*)، میدھا تیتھی کی منو بھاشیا (*Manubhashya of Medhatithi*) اور کولوکا (*Kulluka*) وغیرہ شامل ہیں۔

فقہ اسلامی کی طرح ہندو دینیات کے مذکورہ مصادر اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ جہاں معیشت دنیا میں انسانی بقا کی ذمہ دار ہے وہاں انسانوں کے درمیان تجارتی معاہدات، مالی لین دین، بیع و شراء، محنت اور عوض اور اس سے متعلقہ معاہدات معیشت کے پیش رفت کا موجِب بنتی ہیں۔ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ہندومت کے اندر ارتھ شاستر اور منودھرم شاستر اصولِ جہانگیری اور اصولِ جہاں سازی کی ضمانت فراہم کرتی ہیں، یہ کہ دنیا پر قبضہ کیسے حاصل کیا جائے اور زیرِ قبضہ ممالک کے نظم کو کیسے پروان چڑھایا جاسکے۔

فقہ اسلامی اور خیارِ عیب

اگر موضوع کے اعتبار سے فقہ اسلامی کو سرِ فہرست رکھا جائے تو ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ عقدِ بیع یا کوئی بھی عقد نہ تو علی الاطلاق مکمل کیا جاتا ہے اور نہ ہر لحاظ سے حتماً مطلق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ اسلامی نے عقود کو بنیادی اور ضمنی قیود کے ساتھ مقید کیا ہے جسے عمومی طور پر خیار (Option) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کا استدلال حضرت حبان بن منقذؓ کی روایت سے کیا جاتا ہے کہ وہ تجارتی منڈی سے ناواقفیت کی وجہ سے عموماً گھاٹے کا سودا کرتے تھے۔ تب نبی کریم ﷺ نے اسے بتایا کہ جب تم کوئی تجارتی عقد ترتیب دے رہے ہو تو ضرور کہا کرو: " لا خلابة" کہ میرے ساتھ دھوکا نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر اس کے بعد آپ جو چیز بھی خریدیں اس میں آپ کو تین راتوں تک اختیار حاصل ہوگا، اگر آپ اس پر راض ہوجائیں تو ٹھیک ہے اور اگر آپ کو پسند نہ آئے تو اسے واپس کر سکتے ہیں۔[5] بعد میں فقہاء نے خیار کی زُمرہ بندی کی جس کے نتیجے میں مختلف خیارات جیسے خیارِ شرط، خیارِ رؤیت، خیارِ تعیین اور خیارِ عیب وغیرہ وجود میں آئے۔ واضح رہے کہ فقہ اسلامی کا کوئی قاعدہ یا اصول کبھی تو منصوص اور کبھی محمول علی النص ہوتا ہے، جیسا کہ ابھی ابھی حبان بن منقذؓ کے حوالے سے گزرا۔ اسی طرح اگر ہم خیارِ عیب کے حوالے سے دیکھیں تو آپ ﷺ سے منقول کئی روایات اور احادیث اصولِ خیارِ عیب کی تکوین و تشکیل کا موجب بنیں، جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا يحل لمسلم إن باع من اخيه بيعا فيه عيب أن لا يبيّنه له"[6]

ایک اور حدیث میں "لا يحل لأحد يبيع شيئاً إلا بين ما فيه"[7] کے الفاظ آئے ہیں۔ اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو بعام بیچ رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے اس میں ہاتھ داخل کیا تو وہ گیلا تھا، جس پر آپ نے فرمایا: "من غش فليس منی"[8]

مذکورہ روایات کے علاوہ ایک روایت میں صراحۃً خیارِ عیب کا ذکر آیا ہے کہ:

"من اشترى شاة محفلة فإن لصاحبها أن يحتلبها فإن رضيها فليمسكها وإلا فليردها وصاعا من تمر"[9]

مذکورہ نصوص کی رشنی میں فقہ اسلامی نے خیارِ عیب سے متعلق ضوابط مرتب کئے۔ فقہی اصطلاح میں "عیب" سے مراد مبیع میں ایسے نقص کا پایا جانا ہے کہ جس کی جہ سے تجار کے ہاں اس کی قیمت گھٹ جاتی ہو یا یہ کہ مبیع اپنی اصل فطرت میں اس عیب اور نقص سے پاک ہونے کا تقاضا کرتی ہو اور عیب اس کو معیوب بنا دیتی ہو کہ اس کی قیمت گر جائے یا یہ کہ اس عیب کی وجہ سے وہ مقصد فوت ہو جاتا ہو جس مقصد کے لئے اس کو خریدا گیا ہے۔[10] اگر عیب ایسا ہو جس کی وجہ سے مبیع کی قیمت میں کوئی فرق نہیں آتا یا یہ کہ اس عیب کی وجہ سے مبیع میں مشتری کی رغبت پر کوئی اثر نہ پڑتا ہو تو ایسے عیب سے خیارِ عیب ثابت نہیں ہوتا ہے۔ جیسے گندم کی بیع میں رداءت عیب شمار نہیں ہوگا، اس لئے کہ گندم اپنی فطرت میں رداءت سے خالی نہیں ہوتی۔ خلقت کے اعتبار سے اس میں کچھ اعلیٰ دانے ہوتے ہیں، کچھ ردئ اور کچھ متوسط ہوتے ہیں۔ البتہ گندم میں کیڑوں کا پڑ جانا عیب شمار ہوگا کہ گندم اپنی خلقت میں اس طرح نہیں ہے۔[11]

خیار عیب میں عقد کے انعقاد کے وقت بیع کا حکم (انتقالِ ملکیت) نافذ ہو جاتا ہے؛ البتہ مشتری کے حق میں یہ حکم لازم نہیں ہوتا کہ اگر مبیع میں کوئی عیب نکل آیا تو وہ اس کو واپس کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ عقد میں اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہوتا ہے اور جب عقد مطلق عن ذكر الشرط منعقد کر لیا جائے تو اس کا مقتضیٰ یہی ہوتا ہے کہ اس پر حکم مرتب ہو جائے بخلاف خیارِ شرط کے کہ متعاقدین کو صلب العقد میں اس کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور جب صلب العقد میں اس کا تذکرہ کر لیا جائے تو اس کا اثر بھی عقد کے حکم پر پڑتا ہے کہ وہاں جس کو خیارِ شرط حاصل ہو اس کی ملکیت سے وہ چیز نہیں نکلتی۔[12]

خیارِ عیب مشتری کے لئے اس وقت ثابت ہوتا ہے جب مندرجہ ذیل شرائط پوری ہوں۔

1. مبیع میں عیب تسلیم سے قبل پیدا ہوا ہو۔ اگر عیب مشتری کو سپرد کرنے کے بعد پیدا ہو جائے، تو مشتری کو خیارِ عیب کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

2. مشتری کو عقد کے انعقاد کے وقت یا قبضِ مبیع کے وقت عیب کا پتہ نہ ہو۔ اگر اس کو ان دونوں اوقات میں سے کسی ایک موقعہ پر پتہ چل جائے تو پھر اس کو حقِ خیارِ عیب حاصل نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ عیب کا علم ہونے کے باوجود وہ عقد کو مکمل کرے تو یہ اس کے رضامندی کی دلیل ہے۔

3. متعاقدین عقد کے انعقاد کے وقت برأت عن العیب کی شرط نہ لگائیں۔ اگر انہوں یہ شرط عقد میں لگائی کہ بائع ہر قسم کے عیب سے بریٔ الذمہ ہے تو پھر مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہو گا۔[13]

4. خیارِ عیب کے حق کو استعمال کرنے سے قبل عیب زائل نہ ہو گیا ہو۔ اگر عیب اس سے پہلے زائل ہو جائے تو مشتری کا خیارِ عیب ختم ہو جائے گا۔

مشتری کا حق خیارِ عیب درجہ ذیل حالات میں ساقط ہو جاتا ہے اور بیع لازم ہو جاتی ہے۔

1. مشتری کو عیب کا علم حاصل ہونے کے بعد وہ اس پر راضی ہو جائے، جیسے یہ کہے کہ میں عیب پر راضی ہوں تو اس کا حقِ خیار ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ علم بالعیب ہونے کے باوجود اس میں ایسا تصرف کرے جو رضا پر دلالت کرتا ہو تو پھر بھی حقِ خیارِ عیب ساقط ہو جائے گا۔ جیسے گندم کو پیس لے، یا مبیع کو بیچ ڈالے تو ایسی صورت میں حقِ خیار ختم ہو جائے گا۔

2. مشتری صراحۃ حقِ خیار ساقط کردے کہ یہ کہے کہ میں نے اپنا حقِ خیار ساقط کر لیا ہے۔

3. مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری کے ہاتھ میں اس میں نیا عیب پیدا ہو جائے، تو پھر اس کا حق خیار ساقط ہو جاتا ہے۔ البتہ وہ پہلے سے موجود عیب کا ضمان بائع سے طلب کر سکتا ہے۔

4. مبیع آسمانی آفت سے ہلاک ہو جائے یا مشتری کے استعمال سے ہلاک ہو جائے جیسے کہ مبیع بعام ہو اور مشتری اس کو استعمال کرلے، تو مشتری کا حقِ خیار ساقط ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں بھی مشتری عیب کے بقدر نقصان کا رجوع بائع پر کر سکتا ہے۔[14]

خیارِ عیب اور ارتھ شاستر و منودھرم شاستر

فقہ اسلامی کے برعکس منو دھرم شاستر اور ارتھ شاستر میں باقاعدہ کسی عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ خیارات سے متعلق قوانین بیان نہیں کئے گئے ہیں؛ البتہ ان کے کچھ شلوکوں میں خیارات (بالخصوص خیارِ عیب اور خیارِ رؤیت) سے متعلق کچھ قوانین پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منودھرم میں یہ قانون بیان کیا گیا ہے کہ:

After buying or selling anything, if someone here regrets his decision, he may return or take back that article within ten days.After

ten days, however, he may neither return nor make someone return; if someone does take back or return, the king shall fine him 600.[15]

یعنی بیع کا معاملہ منعقد کرنے کے بعد (متعاقدین میں سے) کوئی اس کو ختم کرنا چاہے، تو وہ اس چیز کو دس دن کے اندر واپس کر سکتا ہے۔ دس دن کے بعد وہ نہ خود وہ چیز واپس کرے اور نہ کسی کو ایسا کرنے دے۔ اگر کوئی دس دن کے بعد ایسا کرنا چاہے تو بادشاہ اس کو 600 پانا جرمانہ کرے گا۔

مذکورہ شلوکوں کی تشریح کرتے ہوئے میدھا تیتھی نے کہا ہے کہ دس دن کی قید لگانے کا مطلب یہ نہیں کہ دس دن کے بعد وہ خریدی یا بیچی گئی چیز بالکل واپس لوٹا ہی نہیں جاسکتی۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دس دن تک فریقین میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی عقد ختم کرنا چاہے تو عقد ختم کیا جائے گا، چاہے دوسرا فریق راضی ہو یا نہ ہو۔ البتہ دس دن گزر جانے کے بعد ان کا یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے، جب تک دونوں فریق راضی نہ ہوں عقد کو ختم نہیں کیا جاسکے گا۔ دس دن کے بعد اگر فریقین میں سے کوئی عقد کے فسخ کرنے پر راضی نہ ہو اور دوسرا فریق بادشاہ یا اس کی ماتحت عدالت سے عقد کے ختم کرنے کا مطالبہ کرے، تو بادشاہ عقد ختم کروانے کی بجائے اس کو جرمانہ کرے گا۔

مذکورہ قانون کے حوالے سے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ منودھرم شاستر میں دس دن تک متعاقدین میں سے ہر ایک کو بیع کے فسخ کے اختیار کے لئے یہ شرط نہیں لگائی گئی ہے کہ مذکورہ قانون اس وقت ہے جب مبیع میں کوئی پوشیدہ عیب پایا جائے۔ بلکہ عام حالات میں بھی جب بیع کسی قسم کے دھوکے پر مشتمل نہ ہو، پھر بھی متعاقدین کو اس کے فسخ کا اختیار حاصل ہے۔ مثلاً مشتری یہ کہے کہ معقود علیہ کے خریدنے پر وہ پشیمان ہے، اسے یہ چیز نہیں خریدنی چاہیئے تھی، تو بائع اس سے وہ چیز واپس لے کر اس کو اپنے پیسے واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر بائع یہ کہے کہ میں اپنی چیز کے بیچنے سے مطمئن نہیں ہوں، لہذا میں بیع کو ختم کرنا چاہتا ہوں، تو مشتری اس کو اپنی چیز واپس کر کے اپنے پیسے واپس وصول کرلے گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ چیز کے بیچنے کے بعد مشتری کے ہاں اس میں کوئی عیب نہ پیدا ہو جائے، ورنہ تو مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ عقد کو فسخ کرلے۔[16] فقہ اسلامی میں "اقالہ" کے مستقل عنوان کے تحت متعاقدین کی باہمی رضامندی سے عقد کے تحلیل کرنے سے متعلقہ مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

منودھرم شاستر خیارِ عیب کی قائل نہیں؛ اس لئے کہ اگر مبیع میں کوئی خفیہ عیب یا دھوکہ پایا جائے، تو منودھرم شاستر کے مطابق ایسا عقد باطل اور کالعدم ہوگا، جیسا کہ منو کا کہنا ہے:

"A fraudulent mortgage or sale, a fraudulent gift or receipt, and wherever deceit is detected—all that must be annulled"[17]

"دھوکہ دہی پر مشتمل رہن، خرید و فروخت، تحفہ یا اس کی وصولی اور جہاں کہیں کوئی دھوکہ معلوم ہو جائے تو اس کو کالعدم قرار دینا ضروری ہو گا"۔

یہاں پر یہ واضح رہے کہ عقد کے انعقاد کے بعد ہر فریق کو دس دن تک یک طرفہ طور پر اور دس دن کے بعد باہمی رضامندی سے عقد کے انعقاد کا اختیار اس وقت حاصل ہے جب عقد کے ختم کرنے سے دھرم کی کوئی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو۔ اگر کہیں پر ایسا ہو تو پھر نہ تو عقد کالعدم متصور ہو گا اور نہ ہی اس کے فسخ کا اختیار کسی فریق کو حاصل ہو گا، بلکہ عقد لازم ہو گا۔ جیسے کوئی کنواری لڑکی (Maiden/Virgin) کسی کو بیاہ میں دے کر اس کی شادی کی تمام رسومات[18] مکمل ہو جائیں تو پھر اس شادی کو کبھی بھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس لڑکی میں کوئی خامی ہو جیسے وہ پاگل ہو اور اس کے اولیاء اس کے عیب کو لڑکے کے گھر والوں پر ظاہر نہ کریں تو شادی کے عقد کو تو ختم نہیں کیا جا سکے گا، لیکن بیاہنے والے پر بادشاہ جرمانہ عائد کرے گا۔ لیکن اگر شادی سے پہلے اس کی خامیاں بیان کر لی گئی ہوں اور دلہا کے گھر والے پھر بھی اس کو قبول کر لیں تو دلہن کے اولیاء پر کوئی جرمانہ عائد نہیں ہو گا۔ چنانچہ منو کہتے ہیں:

> "When a man gives away a defective girl without disclosing her defects, the king shall personally impose on him a fine of 96 *Pana*"[19]
>
> "When a man gives a girl who is insane, suffers from leprosy, or has lost her virginity; he should not be punished if he has disclosed the defects beforehand"[20]

"اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کوئی معیوب لڑکی، جیسے پاگل، جذام کے مرض میں مبتلا یا ایسی لڑکی جو شادی سے پہلے ہی جنسی عمل کر چکی ہو ــــــ نکاح میں دیدے اور اس کا عیب ظاہر نہ کرے، تو بادشاہ ایسے شخص پر بذاتِ خود 96 پن کا جرمانہ عائد کرے گا۔ لیکن اگر شادی سے پہلے لڑکی میں پائے جانے والے عیوب بیان کر دئے گئے ہوں تو دلہن کے اولیاء کو کوئی جرمانہ نہیں بھرنا پڑے گا"

البتہ اگر کوئی لڑکی کنواری نہ ہو لیکن وہ کنواری کی حیثیت سے کسی اور کو بیاہ دی جائے تو شادی کی رسومات مکمل ہونے کے باوجود یہ شادی درست نہ ہو گی اور وہ لڑکی دوبارہ واپس کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکی شادی بیاہ کے مذہبی رسومات کے بغیر ویسے ہی کسی کو بیچ دی جائے تو دیگر اشیاء کی طرح اس کو بھی دس دن میں واپس کیا جا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جہاں عقد کے فسخ کے اختیار سے دھرم کی مخالفت لازم نہ آئے، وہاں تو دس دن تک ہر فریق کو اختیار حاصل ہے؛ اور جہاں عقد کے ختم کرنے (Revoking) سے دھرم کی مخالفت لازم آتی ہو، وہاں کوئی اختیار نہیں دیا جائے گا۔[21]

اگر کوئی کسی کو لڑکی دیکھا کر شادی کی فیس[22] وصول کرلے، لیکن پھر بیاہ میں کوئی اور لڑکی دیدے، تو دلہا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دونوں کے ساتھ اسی ایک فیس (Single fee) سے شادی کرلے۔ چنانچہ منو دھرم شاستر میں آیا ہے کہ:

"If a man shows one girl to the bridegroom and gives another, the groom may marry both for the same price—so has *Manu* decreed".[23]

"اگر کوئی کسی دلہا کو ایک لڑکی دیکھادے لیکن پھر اس کی بجائے دوسری دیدے، تو اس دلہا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اسی ایک ہی قیمت یا فیس پر دونوں سے شادی کرلے۔ یہی منو کا فیصلہ اور حکم ہے"

خیارِ عیب سے متعلق مذکورہ تفصیلات منو دھرم شاستر کے حوالے سے ہیں۔ ارتھ شاستر کے مطابق جب ایک دفعہ عقد منعقد ہوجائے تو نہ تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بغیر کسی وجہ کے مشتری کو مبیع (Merchandise) حوالہ کرنے سے انکار کرے اور نہ ہی مشتری کو اس کے وصول کرنے سے انکار کا حق حاصل ہے۔ دونوں صورتوں میں بائع اور مشتری پر 12 پن جرمانہ عائد کیا جائے گا۔[24] البتہ مخصوص حالات جب پیش آجائیں تو عقد کو فسخ کیا جاسکتا ہے۔ جیسے:

(أ) بائع کو انعقادِ بیع مبیع مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے مبیع میں کسی عیب کا پتہ چل جائے تو مشتری کو مبیع حوالہ کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مبیع سپرد کرنے کے بعد مشتری کو مبیع میں کسی ایسے عیب کا علم ہو گیا جس کا ذکر بائع نے نہیں کیا تھا تو وہ مبیع بائع کو واپس کر سکتا ہے۔

(ب) اس کے علاوہ اگر کوئی ناگہانی آفت پیش آجائے، جیسے آگ برپا ہو جائے یا سیلاب آجائے یا یہ کہ چوروں اور ڈاکوؤں کا خطرہ ہو تو بھی ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ عقد کو فسخ کرلے۔

(ت) اسی طرح اگر عقد میں کسی فریق کی رضامندی شامل نہ ہو اور اس نے کسی پریشانی کی حالت میں یا جبر واکراہ کے تحت عقد منعقد کیا ہو، تو بھی اس کو عقد کے فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ بلکہ ایسا عقد کالعدم متصور ہوتا ہے جس میں کسی فریق کی رضامندی نہ پائی جاتی ہو۔[25]

ارتھ شاستر میں متعاقدین کے لئے عقد کی نوعیت اور ان کے پیشے کے لحاظ سے مختلف مدتوں کا تعین کیا گیا جس کے اندر اندر کوئی فریق کسی عیب یا نقص کی وجہ سے مبیع واپس کر سکتا ہے۔ یعنی اگر اس مدت میں دوسرا فریق راضی نہ بھی ہو تو بھی عقد کو فسخ کیا جاسکتا ہے۔ عقود کی نوعیت کے اعتبار سے وہ مدت درجہ ذیل ہے:

(أ) تاجروں کے لئے مذکورہ مدت ایک دن ہے۔

(ب) کاشتکاری معاہدہ میں یہ مدت تین دن ہے۔

(ت) چرواہے اور ریوڑ کے مالک کے مابین عقد کے لئے مدت پانچ دن ہے۔

(ث) چوپایوں کی خرید و فروخت کے لئے مدت تین چاندنیاں (Fortnights) ہیں۔

(ج) انسانوں (غلاموں) کے لئے مدت ایک سال ہے۔

(ح) اگر مخلوط اور اعلیٰ ذات کے لوگ اپنے گھریلو اشیاء فروخت کریں، تو ان کے لئے فسخ کی مدت سات دن ہو گی۔[26]

جب تک کوئی عقد مکمل نہ ہو تو تکمیل سے پہلے اس کو ختم کیا جاسکتا ہے، ہر ایک فریق کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اس عقد سے علیٰحدہ ہو جائے۔ چنانچہ تین اعلیٰ ذات (برہم، کھشتری اور ویش) کے لوگوں کی شادی کی رسم میں جب تک دلہا اور دلہن ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی رسم ادا نہ کرلیں اس وقت تک ان کی شادی منسوخ کی جاسکتی ہے۔ شودر ذات کی عورت کے تمام رسومات مکمل ہونے سے پہلے تک شادی کو ختم کرنا درست ہے۔ شادی کی تمام رسومات مکمل ہونے کے بعد بھی اگر شادی شدہ جوڑے میں کوئی جنسی نقص (Sexual defect) ظاہر ہو جائے تو بھی شادی کے بندھن کو ختم کر سکتے ہیں۔ البتہ بچے کی پیدائش کے بعد کسی طور بھی ان کا رشتہ ازدواج ختم نہیں ہو سکتا۔[27]

خلاصہ بحث

تجارت بین الممالک میں عقود و مواثیق اور ان سے متعلقہ دستاویزات اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ فقہ اسلامی اور مذکورہ ہندو دینیاتی مصادر ارتھ شاستر اور منودھرم شاستر اس حوالے سے رہنما اصول فراہم کرتے ہیں۔ مماثلتوں کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ارتھ شاستر اور منودھرم شاستر پر مقدس ویدوں کی چھاپ نمایاں ہے۔ تاہم یہ ایک ظنی اور تحقیقی فرضیہ (Research hypothesis) ہے، ممکن ہے ایسا نہ ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ مستقبل کا محقق مذکرہ کتابوں پر اس قسم کے اثرات کا کھوج لگا سکے۔ لیکن فقہ اسلامی نصوصِ الٰہیہ اور نصوصِ نبویہ کی اساس پر قائم ہے۔ ابھی ہم نے موضوع سے متعلق کئی روایات کو نقل کیا ہے۔ قرآنِ کریم بھی باطل طریقے سے دوسروں کے اموال کو ہڑپ کر جانے سے منع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موضوع سے متعلق شاستروں کے مقابلہ میں فقہ اسلامی زیادہ دوررس، معقول اور مفید نتیجہ انگیزی کا حامل گردانا جاسکتا ہے۔ مضمون کا ایک عام ناظر اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 رازی، ارشد (مترجم)، منودھرم شاستر (لاہور: نگارشات پبلشرز، 2007ء) مقدمہ 24-21

2 Kalita, Sanatan, CONCEPT OF HUMAN VALUES IN THE MANUSMRITI: A STUDY 84-86, Phd thesis, Faculty of Arts, Gauhati University, India, ProQuest Number: 10111771. / رازی، مقدمہ "منو دھرم شاستر" 17-16

3 Boesche, Roger, Thle First Great Political Realist: Kautilya and His Arthashastra 16, Lexington Books, USA 2002.

4 Olivelle, Patrick, Manu's Code of Law 4, Oxford University Press London, 2055. / رازی، مقدمہ "منودھرم شاستر "18-22۔

5 ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، 1430ھ) ابواب الاحکام، باب الحجر علی من یفسد مالہ، حدیث (2355)۔ ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، مسند ابن ابی شیبہ (ریاض: دار الوطن للنشر، 1418ھ) 2: 95، حدیث (594)

6 الحاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ) کتاب البیوع 2: 10، حدیث (2152)

7 امام احمد، احمد ابن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1419ھ) مسند المکیین، حدیث واثلۃ بن الاسقع من الشامیین، حدیث (16013)،

8 امام مسلم، مسلم ابن الحجاج، صحیح مسلم (مصر: دار احیاء التراث العربی (س۔ن)) کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ " من غش، حدیث (43)

9 البیہقی، احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1424ھ) جماع ابواب الربا، باب الحکم فیمن اشتری مصراۃ، 5: 521، حدیث (10725))

10 الکاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ) 5: 274۔ مجلۃ الاحکام (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب (س۔ن)) بذیل مادہ 338

11 العثمانی، فقہ البیوع 2: 833

12 بدائع الصنائع 5: 273

13 نفس مصدر 5: 275۔۔۔ابن الہمام، فتح القدیر 5: 153

14 الزحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ (بیروت: دار الفکر، طبع سوم، 1405ھ) 4: 567-571

15 Olivelle, Manu's Code of Law 8.222-223.

16 Jha, Ganga Natha, trans., MANU SMRTI: The Laws of Manu with the Bhasya of Medhatithi, Calcutta University Press 1924. Vol. IV, Part II, p. 269-271

17 . Olivelle, Manu's Code of Law 8.165.

18 ہندومت میں شادی بیاہ کے موقع پر دیگر رسومات کے علاوہ مقدس قربانی کی آگ کے گرد لہا اور دلہن سات چکر کاٹتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں سات علامتی قدم لیتے ہیں اور ہر قدم پر ایک مخصوص عہد لیتے ہیں۔ آخری قدم اہم ترین ہے جس کے بعد دلہن ہمیشہ کے لئے اپنے ہونے والے شوہر کی ہو جاتی ہے اور کسی اور کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی۔ ساتواں قدم اٹھانے سے پہلے یہ شادی قانونی طور پر ختم ہو سکتی ہے۔ مثلاً منگنی ہو جانے کے بعد آخری ساتواں قدم لینے سے پہلے اگر باپ کو کوئی اور اچھا داماد اپنی بیٹی کے لئے ملے اور اس کی خاطر موجودہ منگیتر کے ساتھ وہ اپنی بیٹی کی شادی ختم کرنا چاہے تو قانونی طور یہ شادی ختم کی جا سکتی ہے۔ ہندومت میں شادی کسی کنواری (Maiden) سے ہی کی جا سکتی ہے، غیر کنواری سے شادی نہیں کی جا سکتی (Jha, MANU SMRTI, Vol. IV, Part I, p. 274-276)

19 Olivelle, Manu's Code of Law 8.224.

20 Ibid, Olivelle, Manu's Code of Law 8.205.

21 J. Duncan M. Derret, ed., BHARUC'S COMMENTARY ON THE MANUSMRTI: The Manu Sastra –Vivaran II:161-162, Franz Steiner Verlag GMBH Wiesbaden, Germany 1975. / Jha, MANU SMRTI, Vol. IV, Part II, p. 274-275.

22 شادی کی فیس کے خرید و فروخت کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے منو اس سے متعلق قوانین بھی بیع کے معاملات کے تحت ذکر کرتے ہیں۔ (Derret, BHARUC'S COMMENTARY ON THE MANUSMRTI II:156)۔ منودھرم شاستر کے مطابق بیٹی کے بیاہ کے عوض کوئی رقم یا تحفہ وصول کرنا کرنا ناجائز ہے، یہ اپنی بیٹی کو بیچنے کے مترادف ہے۔ البتہ اگر لڑکی کے اولیاء اس تحفہ یا نذرانے کو اپنے استعمال میں نہ لائیں، تو اس صورت میں یہ تحفہ لڑکی کی عزت و احترام کی علامت سمجھا جائے گا۔ (Olivelle, Manu's Code of Law 3.51-54)

23 Olivelle, Manu's Code of Law 8.204.

24 Olivelle, Patrick, King, Governance and Law in Ancient India: Kautilya's Arthashastra 3.15.1-4, 9, Oxford University Press, New York 2013.

25 Ibid 3.15.1-4, 9-10.

26 Ibid 3.15.5-6, 17-18.

27 Ibid 3.15.11-13.